روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ بدھ ۲۵۔ شعبان ۱۴۱۱ھ، ۱۳۔ امان ہش ۱۳۷۰، ۱۳۔ مارچ ۱۹۹۱ء نمبر ۶۰

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نفرت کبھی کامیاب نہیں ہو سکتی

"یہ جاہلانہ جذباتی باتیں ہیں کہ انگریز سے نفرت کرو، امریکہ سے نفرت کرو۔ یہ ہیں ہی پاگلوں والی باتیں۔ دنیا میں نفرت کبھی کامیاب ہو ہی نہیں سکتی۔ اعلیٰ اقدار کامیاب ہوتی ہیں۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی سیرت کامیاب ہوا کرتی ہے۔ اور وہ خُلقِ عظیم کی سیرت ہے۔"

(ارشاد سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"یہ ایک یقینی بات ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے اندر اپنے ابنائے جنس کے لئے ہمدردی کا جوش نہیں پاتا وہ بخیل ہے۔ اگر مَیں ایک راہ دیکھوں جس میں بھلائی اور خیر ہے، تو میرا فرض ہے کہ مَیں پکار پکار کر لوگوں کو بتلاؤں۔ اس امر کی پرواہ نہیں ہونی چاہیئے۔ کہ کوئی اُس پر عمل کرتا ہے یا نہیں

ع کس بشنود یا نشنود من گفتگوئے میکنم

اگر ایک شخص بھی زندہ طبیعت کا نکل آوے، تو کافی ہے۔ مَیں یہ بات کھول کر بیان کرتا ہوں کہ میرے مناسبِ حال یہ بات نہیں ہے کہ جو کچھ مَیں آپ لوگوں کو کہتا ہوں مَیں ثواب کی نیّت سے کہتا ہوں۔ نہیں! مَیں اپنے نفس میں انتہا درجہ کا جوش اور درد پاتا ہوں گو وہ وجہ نامعلوم ہیں کہ کیوں یہ جوش ہے۔ مگر اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ یہ جوش ایسا ہے کہ مَیں رُک نہیں سکتا۔ اس لئے آپ لوگ ان باتوں کو ایسے آدمی کی وصایا سمجھ کر کہ پھر شاید ملنا نصیب نہ ہو۔ اُن پر ایسے کاربند ہوں کہ ایک نمونہ ہو اور ان آدمیوں کو جو ہم سے دُور ہیں، اپنے فعل اور قول سے سمجھا دو۔ اگر یہ بات نہیں ہے اور عمل کی ضرورت نہیں ہے تو پھر مجھے بتلاؤ کہ یہاں آنے سے کیا مطلب ہے۔ مَیں مخفی تبدیلی نہیں چاہتا۔ نمایاں تبدیلی مطلوب ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۹۳-۹۴)

تحریکِ وقفِ نَو کے متعلق تازہ ہدایات

سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۴؍ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو تحریک وقفِ نَو کے متعلق مندرجہ ذیل ہدایات جاری فرمائی ہیں:۔

(۱)۔ ۳؍ اپریل ۱۹۹۱ء کو تحریک وقفِ نَو کی مقررہ مدّت ختم ہو رہی ہے اس لئے اس تاریخ کے بعد تحریک وقفِ نَو میں شمولیت ختم ہو جائے گی۔

(۲)۔ ۳؍ اپریل ۱۹۹۱ء کے بعد صرف وہ بچّے تحریک وقفِ نَو میں شامل ہو سکیں گے:۔

(ا)۔ جن کے والدین نے اپنی متوقع اولاد کو وقف کرنے کی درخواست باقاعدہ تحریری طور پر ۳؍ اپریل ۱۹۹۱ء سے قبل بھجوادی ہو گی، ان کے بچے جب بھی پیدا ہوں گے اس وقف میں شامل ہو سکیں گے۔

(ب)۔ یا جن کے والدین نے ۳؍ اپریل ۱۹۹۱ء سے قبل باقاعدہ تحریری طور پر وعدہ کیا ہو کہ آئندہ بچّہ / بچّی کو وقف کریں گے ایسے احباب کو جب بھی خدا تعالیٰ اولاد عطا فرمائے گا وہ وقفِ نَو میں شامل ہو سکیں گے۔

(۳)۔ وہ احباب جن کے اس چار سال کے عرصہ (۳؍ اپریل ۱۹۸۷ء۔ ۳؍ اپریل ۱۹۹۱ء) میں بچّے پیدا ہوئے ہیں مگر انہوں نے وقف کی درخواست نہیں بھجوائی اور ۳؍ اپریل ۱۹۹۱ء کے بعد اس عرصہ میں پیدا شدہ بچّوں کو وقف کرنا چاہیں گے وہ وقفِ نَو میں شامل نہیں کئے جائیں گے۔

(۴)۔ ۳؍ اپریل ۱۹۹۱ء کے بعد بچّوں کا وقف حسبِ سابق وقفِ اولاد کے تحت جاری رہے گا۔

(وکیل الدیوان تحریک جدید ربوہ)

درخواستِ دُعا

مکرم اعجاز احمد صاحب ابن مکرم میر محمد احمد صاحب تالپور (حیدرآباد سندھ) بعارضہ بخار شدید بیمار ہیں۔ احباب ان کی کامل شفایابی کے لئے دُعا کریں۔

بُرائیوں اور کوتاہیوں سے بچنے کا ذریعہ اپنے ربّ کریم سے رشتہ قائم کرنا ہے

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیّدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے

"بندے کا اپنے پیدا کرنے والے ربّ سے ایک ایسا رشتہ ہے جسے اکثر لوگ بھول جاتے ہیں جو یاد رکھتے ہیں وہ بھی کبھی تو یاد رکھتے ہیں اور کبھی بھول جاتے ہیں۔ انسان کا اپنے ربّ کریم سے جو رشتہ ہے اگر انسان کو وہ ہر وقت یاد رہے تو ہر قسم کی برائیوں اور غفلتوں اور کوتاہیوں سے بچنے کے سامان پیدا ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے.....

تمہارا ربّ تمہیں، تمہارے نفسوں کو، تمہارے ظاہر و باطن کو، تمہارے اندرونے کو، تمہارے خیالات کو، تمہاری خواہشات کو، تمہارے منصوبوں کو، اور اسی طرح جب تم دوسروں سے چالاکیاں کرنے لگتے ہو تو تمہاری ان چالاکیوں کو سب سے بہتر جانتا ہے...... یہ ایک بڑا اہم رشتہ ہے جو ایک بندے کا اپنے ربّ سے ہے۔

سب سے قریب کا تعلق مرد کا بیوی کے ساتھ اور بیوی کا خاوند کے ساتھ ہوتا ہے۔ لیکن بعض لوگ بڑی باتوں میں بھی اور چھوٹی چھوٹی باتوں میں بھی اکثر چھپا جاتے ہیں۔ بہت سی چیزیں خاوند بیوی سے چھپا جاتا ہے بدنیتی سے نہیں۔ اس کو تکلیف دینے کے لئے نہیں ویسے ہی چھپا جاتا ہے۔ اسی طرح بعض چیزیں بیوی خاوند سے چھپا جاتی ہے بعض دفعہ حیا کی وجہ سے کوئی چیز نہیں بتاتی۔ اس چھپانے میں بدنیتی نہیں ہوتی حیا ہوتی ہے۔ الغرض سب سے قریب جو رشتہ ہے اس میں بھی نہیں کہا جا سکتا کہ خاوند بیوی کو کلّی طور پہ سمجھ رہا ہے اور نہ بیوی ہی یہ دعویٰ کر سکتی ہے۔ بچہ ماں کی گود میں پلتا ہے لیکن وہ بھی بہت ساری باتیں اپنی ماں سے چھپا لیتا ہے۔ گھر میں بھی

باقی صفحہ ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی۔ ربوہ
قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۳ - امان ۱۳۷۰ ہش ۱۳ - مارچ ۱۹۹۱ء

نیّت اور عمل

کچھ کام تو لاشعوری طور بھی ہو جاتے ہیں۔ انسان کام کر لیتا ہے تو اسے احساس ہوتا ہے کہ اس نے کیا کیا ہے اور اسکی کیا اہمیّت ہے وہ کام اچھا ہے یا بُرا ہے لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ ہر کام کے پیچھے اسکی نیّت کارفرما ہوتی ہے۔ اگرچہ بعض اوقات وہ کام سے معاً پہلے نیّت کا اظہار کرتا ہے اور بعض اوقات ایک لمبے عرصہ سے کسی کام کو اس کا دل چاہ رہا ہوتا ہے اور پھر کسی ایسے وقت میں وہ کام ہو جاتا ہے جب اس نے فوری طور پر تو نیّت نہیں کی ہوتی لیکن ایک لمبے عرصہ سے نیّت بن ضرور رہی تھی۔ اس کے متعلق بھی یہی کہا جا سکتا ہے کہ اس کام کے پیچھے بھی نیّت موجود تھی۔

لوگ دیکھتے تو اعمال ہیں اور انہیں کے مطابق فیصلہ سرزد کرتے ہیں لیکن اصل چیز نیّت دیکھنے والی ہے۔ اگر نیّت اچھی ہو تو غلط نتیجہ بھی برداشت کر لیا جاتا ہے۔ نیّت بُری ہو تو اس کے نتیجہ میں جو عمل سرزد ہوگا وہ اچھا بھی ہو تو دل میں انقباض ضرور رہے گا۔ اور دوسرا شخص یہی کہے گا یہ تو میری خوش قسمتی ہے کہ اسکی نیّت کے مطابق نتیجہ نہ نکلا ورنہ اس نے تو کوئی کسر نہ چھوڑی تھی۔

پس ان باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہمیں یہ ماننا پڑتا ہے کہ انسان کو اعمال کی درستی سے بھی پہلے اپنی نیّت کو صاف رکھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ بلکہ ہم تو یہ بھی کہیں گے کہ نیّت کی صفائی کا عمل جاری رہنا چاہیئے۔ اور شائد اسی کا نام نیک دلی ہے۔ انسان ہر لمحہ یہ سوچ کر جو کام بھی کرے گا صفائیٔ نیّت سے کرے گا۔ کرے وہ چاہے کسی ہی وقت۔ لیکن نیّت ہمیشہ یہی ہونی چاہیئے کہ جب بھی کچھ کرے گا نیک نیّتی سے کرے گا۔ یہ جو دعا ہے کہ اے خدا تُو ہمیں سیدھا راستہ دکھا۔ اور سیدھے راستے پر چلا اور ہمارے کاموں کے نیک نتائج پیدا فرما۔ یہ دراصل نیّت کی صفائی ہی سے تعلق رکھتی ہے۔ اگر نیّت نیک ہو اور دل صاف ہو تو لاشعوری طور پر کیئے گئے کام بھی اچھے نتیجہ ہی کے حامل ہونگے۔ اللہ تعالیٰ کی سکھائی ہوئی یہ دعا کہ اے خدا تُو ہمیں سیدھا راستہ دکھا ایک ایسی دعا ہے کہ جو ہر وقت مانگتے رہنا چاہیئے۔ ایسے وقت میں بھی جب ہم کچھ نہیں کر رہے اور ایسے وقت میں بھی کہ جب ہم کچھ کرنا چاہتے ہیں۔ یہ دعا نہ صرف مشعلِ راہ ثابت ہو گی بلکہ یوں محسوس ہو گا کہ ہمارا ہاتھ پکڑ کر ہم سے ٹھیک کام کروا رہی ہے اور ہمیں بھٹکنے نہیں دیتی۔

کُھل گیا "امداد" کا رازِ دروں
بیچنا پڑتا ہے قوموں کو ضمیر
کیوں نہ زنجیرِ غلامی توڑ دیں
اور آزادی کے بن جائیں فقیر

ابوالاقبال

دامن ہے دریدہ سبھی عالی نظری کا
سیتے ہیں کہ سودا ہے ہمیں بخیہ گری کا

مَیں آپ کی رسوائی دانش سے پریشاں
اور آپ کو شکوہ مری آشفتہ سری کا۔

کیونکر سرِ خاکی کہ ہے خاشاک سے پرہیز
ناداں کو سلیقہ بھی نہیں تاجوری کا

پتّھر ہی برستے ہوں جہاں چاروں طرف سے
ہم کام وہاں کرتے ہیں آئینہ گری کا

بازارِ ہنر سرد ہُوا، اہلِ ہُنر کو
دیں طعنہ نہ کیوں بے ہُنر اب بے ہُنری کا

یہ دیدۂ غم بہرِ عروسِ شبِ ہجراں
ہر رات سجا لیتے ہیں اک سہرا زری کا

ستّاری و غفّاری، ہمہ گیریٔ رحمت
اس حال میں کیا غم ہو مجھے پَردہ دری کا

فریاد مرا کام تھا ناہیدؔ وہ کر دی
شکوہ ہو کسی آہ کو کیوں بے اثری کا

عبدالمنان ناہیدؔ

بقیہ: صا سے آگے

بہت سی ایسی باتیں ہوتی ہیں جو بچوں سے چھپی ہوتی ہیں۔ ماں باپ نہیں بتاتے۔ انہیں وہ باتیں۔ ان کا علم نہیں ہوتا انہیں۔ وہ دُور کے رشتے ہیں ان میں تو بہت کچھ چھپا ہوتا ہے لیکن ایک ایسی ہستی ہے جس سے کوئی چیز بھی چھپی ہوئی نہیں۔ ہر چیز اور ہر بات ہر وقت اس کی نگاہ اور علم میں ہے۔

اگر یہ عظیم ہستی یعنی اللہ صرف گرفت کی صفات اپنے اندر رکھتا۔ صرف سزا دینا اس کی صفت ہوتی معاف کرنا اس کی صفت نہ ہوتی یا اگر وہ علم رکھتا اور ربوبیّت کی صفت اس میں نہ ہوتی تو ایسے علم کے نتیجہ میں انسان کو نقصان پہنچ جاتا۔ فائدے بہت سارے نہ پہنچ سکتے لیکن قرآن کریم نے جس اللہ کو اس کی کامل اور حسین صفات کے ساتھ ہمارے سامنے پیش کیا ہے ان صفات میں سے ایک بنیادی صفت اس کا ربّ ہونا ہے اور اسی صفت کو یہاں بیان کیا گیا ہے یہ فرما کر کہ (تمہارا ربّ جو کچھ تمہارے دلوں میں ہے اسے جانتا ہے) یہ جو جاننے والا ہے تمہاری ہر چیز کو ظاہر و باطن کو وہ ربّ ہے۔ اس نے تمہیں اس لئے پیدا کیا کہ اس کی ربوبیّت کی صفت تمہاری زندگیوں میں جاری و ساری رہے۔ اس کے لئے اس نے شریعت کو نازل کیا"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ - جون ۱۹۸۰ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ارشاد سیدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ آپ سے راضی رہے)

تلقینِ عمل

حضرت فضل عمر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔ نے خدام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع مورخہ ۱۵۔ اکتوبر ۱۹۴۴ء پر فرمایا:

"جب میں گھر سے چلنے لگا تو قدرتی طور پر میرے دل میں خیال پیدا ہوا کہ میں آج کس مضمون پر تقریر کروں۔ اسی خیال کے پیدا ہوتے ہی دو مضمون میرے ذہن میں آئے۔ جن میں سے ایک مضمون فوراً ہی اپنی ارتقائی منزل طے کرتے ہوئے ایسی صورت اختیار کر گیا کہ میں نے سمجھا نہ یہ موقعہ اس مضمون کے مناسب حال ہے اور نہ وقت اتنا ہے کہ میں اس مضمون کے متعلق اپنے خیالات پوری طرح ظاہر کر سکوں وہ مضمون اپنی ذات میں ایک کتابی صورت کی تمہید بننے کے قابل ہے۔ تھوڑے سے وقت میں اس کے متعلق اپنے خیالات کا اظہار نہیں کیا جا سکتا۔ تب میں نے دوسرا مضمون لے لیا۔ درحقیقت میرا منشاء یہ تھا کہ یہ دوسرا مضمون اس تمہید کی تفسیر ہو لیکن وہ تمہید ایسا رنگ اختیار کر گئی کہ میرے نزدیک وہ زیادہ اہم کتاب کی تمہید بننے کے قابل ہے۔ اس لئے میں نے دوسرے حصے کو جسے میں اس تمہید کی تفصیل کے طور پر بیان کرنا چاہتا تھا۔ منتخب کر لیا۔ اور میں نے سمجھا کہ اس مضمون کو میں چھوٹا بھی کر سکتا ہوں اور بچوں کے لحاظ سے اس کا بیان کرنا زیادہ مناسب بھی ہے۔

میں نے بارہا بیان کیا ہے کہ ہماری جماعت کی تنظیم درحقیقت دو حصے رکھتی ہے۔ جن میں سے ایک حصہ اس لحاظ سے زیادہ اہم ہے کہ ہماری جماعت دوسری جماعتوں سے مختلف ہے اور دوسرا حصہ اس لحاظ سے اہمیت رکھتا ہے کہ اس کے بغیر کوئی قوم فعال نہیں بن سکتی۔ حقیقت یہ ہے کہ جب تک کوئی قوم کسی مقصد کو لے کر کھڑی نہیں ہوتی نہ اس میں اپنے کام کے متعلق جوش پیدا ہوتا ہے نہ اس کا ترقی کی طرف سرعت کے ساتھ قدم بڑھ سکتا ہے۔ اسی طرح اگر کسی قوم میں صحیح قوت عملیہ نہ پائی جائے اور وہ ان طریقوں کو اختیار نہ کرے جن کے ذریعے قوم اپنے خیالات اور اپنے عقائد کو کامیاب طور پر دنیا میں پھیلا سکتی ہے تو اس وقت بھی وہ قوم کامیاب نہیں ہو سکتی۔ پس ایک طرف ہمارے لئے اس امر کو مدنظر رکھنا ضروری ہے کہ آیا کوئی اہم مقصد ہمارے سامنے ہے یا نہیں تا کہ ہمیں معلوم ہو کہ ہم نے کیا کہنا ہے۔ اور دوسری طرف ہماری تربیت اس رنگ میں ہونی چاہیئے کہ ہم یہ سمجھ سکیں کہ ہم نے جو کچھ کہنا ہے وہ کس طرح کہنا ہے ہر قوم کی ترقی کے لئے بنیادی طور پر یہ امر نہایت ہی ضروری ہے کہ اس کا ہر فرد ان دو فقروں کو اچھی طرح جانتا اور سمجھتا ہو کہ ہم نے کیا کہنا ہے جس کے اندر ہم نے کیا کہنا ہے بھی شامل ہے۔ اور دوسرے یہ کہ ہم نے جو کچھ کہنا ہے وہ کس طرح کہنا ہے۔ جب یہ دونوں باتیں حل ہو جائیں اور پھر جو کچھ ہم نے کہنا ہو وہ اپنے اندر اہمیت بھی رکھتا ہو تو ہماری کامیابی میں کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ چیز ہے جسے یورپ کے لوگ آجکل خاص طور پر اہمیت دیتے ہیں۔ بالخصوص اخبارات کے نمائندے جب کسی لیڈر سے ملتے ہیں۔ تو اس سے کہتے ہیں "آپ کا پیغام کیا ہے"۔ یعنی آپ دنیا کو وہ کون سی بات بتانا چاہتے ہیں جسے وہ جانتی نہیں یا جس کو وہ بھول چکی ہے۔ اور اسے یاد دلانے کی ضرورت ہے۔ لیکن چونکہ وہ ایک عظیم الشان مضمون کو چند لفظوں میں بیان کرنا چاہتے ہیں اس لئے بسا اوقات بہت سی غلط فہمیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ درحقیقت یہ غلط فہمی یورپین نامہ نگاروں اور یورپین مصنفین کو مسیحیت سے لگی ہے۔ مسیحیت نے یہ کہہ کر کہ شریعت لعنت ہے تمام مذہبی تفصیلات کو بے کار قرار دے دیا ہے اور صرف ایک نقطۂ نگاہ کو پیش کیا ہے کہ

"خدا محبت ہے"

اس ایک نقطے کو لے کر انہوں نے باقی ساری چیزوں کو ترک کر دیا ہے۔ اور پھر

"خدا محبت ہے"

کی ترجمانی بھی انہوں نے خدا کے سپرد نہیں کی بلکہ اپنے ذمہ لے لی ہے۔ پس چونکہ انہوں نے مذہب کے معنے ایک فقرہ کے کر لئے ہیں اور چونکہ اس ایک فقرے کے نتیجے میں انہوں نے خدا اور اس کے رسولوں کو مذہب کی تفصیلات بیان کرنے سے چھٹی دے دی ہے اور ان کو اس کام سے بالکل معطل کر دیا ہے اس لئے انہوں نے یہ بات سمجھ لی کہ باقی مذاہب بھی کسی ایک نقطہ یا کسی ایک فقرہ میں ساری تفصیلات کو بیان کر سکتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ باقی مذاہب کے بھی بعض خلاصے ہیں مگر ان مذاہب کے پیروؤں سے یہ غلطی ہوئی ہے کہ انہوں نے ان خلاصوں کو اتنا پھیلایا نہیں کہ دنیا ان خلاصوں سے ہی سمجھ سکتی کہ وہ مذاہب دنیا کے سامنے کون سا پیغام لے کر کھڑے ہوئے ہیں۔

حضرت فضل عمر اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے فرماتے ہیں:

ایک بزرگ کا واقعہ لکھا ہے کہ وہ ایک بادشاہ کے وزیر تھے۔ انہیں علم سیکھنے اور سکھانے کا بہت شوق تھا۔ انہوں نے شہر کے لوگوں سے کہا مجھے چالیس لڑکے دے دو۔ اور انہیں بارہ سال تک میرے پاس رہنے دو۔ اس کے بعد وہ جو چاہیں کریں۔ لوگوں کو ان پر اعتبار تھا انہوں نے اپنے لڑکے دے دیئے۔ اس بزرگ نے ایک مکان لے لیا اور خود بھی اس میں آ گئے اور کچھ استاد رکھ لئے۔ ان کا طریق یہ تھا کہ صبح کے وقت اٹھتے اور قرآن کریم بچوں کے سامنے رکھ دیتے اور کہتے تلاوت کرو۔ اس کے بعد تہجد پڑھواتے پھر صبح کی نماز کا وقت ہو جاتا۔ ان سے اذان دلواتے اذان اور نماز کے درمیان انہیں قرآن کریم کی ایک آیت بتا دیتے اور کہتے اسے یاد کر لو۔ پھر صبح کی نماز پڑھواتے اور نماز کے بعد ایک حدیث یاد کراتے۔ اس کے بعد انہیں باہر لے جاتے اور ورزش کرواتے جب دھوپ سر پر آ جاتی تو انہیں دریا کے کنارے لے جاتے اور انہیں تیر اندازی سکھاتے۔ جب ورزش اور تیر اندازی کر کے واپس آ جاتے تو انہیں دو۔ تین چھوٹے چھوٹے اسباق اس رنگ میں دیتے کہ ایک چھوٹا سا مسئلہ نحو کا بتا دیا اور ایک چھوٹا سا مسئلہ صرف کا بتا دیا۔ اور کسی بڑے شاعر کا ایک شعر بتا دیا۔ اور اس کی لغت یاد کرا دی۔ پھر ظہر کا وقت آ جاتا۔ نماز پڑھواتے اور نماز کے بعد لڑکوں کو کوئی عربی کی ایک ضرب المثل یاد کرا دیتے۔ کوئی ایک فقہ کا مسئلہ بتا دیتے یا منطق کا کوئی مسئلہ بتا دیتے پھر عصر کی نماز کا وقت آ جاتا۔ عصر کی نماز پڑھواتے اور اس کے بعد انہیں باہر لے جاتے اور وہاں فنون جنگ کی مہارت کرواتے اس طرح وہ سارا دن انہیں مختلف کام سکھانے میں لگے رہتے۔

بارہ سال کے اندر اندر انہوں نے ان لڑکوں کو قرآن و حدیث کا پورا ماہر بنا دیا۔ قرآن کریم کا حافظ بنا دیا۔ پورا منطقی اور پورا فقیہہ بنا دیا اور اس کے ساتھ انہیں پورا سپاہی بھی بنا دیا۔ غرض ایک ایک چیز کا روزانہ یاد کر لینا کوئی مشکل بات نہیں۔ تو روزانہ چند آیات یاد کر لو تو تھوڑی آسانی کے ساتھ تھوڑے ہی عرصے میں سارے قرآن کریم کا ترجمہ پڑھ سکتے ہو۔ بعض آیات تو بہت چھوٹی چھوٹی ہوتی ہیں۔ اگر انہیں دوسری چھوٹی آیات کے ساتھ ملا کر بڑی آیات کے برابر سمجھ لیا جائے اور اڑھائی تین سطروں کا بھی روزانہ اندازہ رکھا جائے تو بڑی آسانی کے ساتھ تم تین سال کے اندر اندر پورے قرآن کریم کا ترجمہ سیکھ سکتے ہو۔ یہ سکیم بچوں میں بھی شروع کرنی چاہیئے اور اگر لجنہ اماء اللہ بھی اس سکیم کو اپنا لے تو پھر مائیں اپنے بچوں کو قرآن کریم کا ترجمہ پڑھا سکتی ہیں تم بے شک خادم ہو۔ لیکن اگر تمہیں خدمت کے طریق کا ہی پتہ نہ لگے تو تم کرو گے کیا بے شک پانی پلا دینا اور بیت کی صفائی کر دینا بھی اچھے کام ہیں۔ مگر قرآن کریم میں اور بھی ہزاروں احکام ہیں اور جب تم انہیں جانتے ہی نہیں تو تم ان پر عمل کیسے کر سکتے ہو۔

حضرت امام جماعت احمدیہ (الثالث) فرماتے ہیں:

"ساری دنیا کے حالات کا یہی تقاضا ہے کہ ہمارے احمدی نوجوان زیادہ سے زیادہ تعداد میں اپنی زندگیاں خدمتِ دین کے لئے وقف کریں اور یہاں مرکز میں رہ کر تربیت حاصل کریں اور اس کے بعد بیرونِ پاکستان اشاعت دین کا فریضہ ادا کریں۔

اس وقت ایک تو ہمارا طریق جامعہ احمدیہ میں داخل کر کے باقاعدہ مربی بنانے کا ہے لیکن جس تعداد میں نوجوان جامعہ احمدیہ میں داخل ہوتے ہیں اور ایک لمبے عرصہ تک تعلیم ختم کر کے وہ باقاعدہ مربی بنتے ہیں۔ اسے دیکھتے ہوئے میں سمجھتا ہوں کہ وہ ہماری ضرورت کے ہزارویں حصہ کو بھی پورا نہیں کر سکتے۔

پس ہمارے نوجوانوں کو چاہیئے کہ وہ دین کی ضرورت کی طرف متوجہ ہوں اور اپنی اخروی زندگی کی خاطر اور اس دنیا میں اپنی اور اپنی نسلوں کی بھلائی کی خاطر اپنی زندگی دکھ اور تکلیف میں گذارنے کے لئے تیار ہوں تا ساری دنیا حلقہ بگوش دین ہو جائے اور ساری دنیا خدائے واحد کے جھنڈے تلے جمع ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں یہ نکتہ سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہمیں اپنی زندگیاں خدا تعالیٰ کی خاطر خدمت دین کے لئے پیش کرنے کی توفیق عطا فرمائے"۔

(الفضل ۸۔ جون ۱۹۶۶ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ کا خط ملا

مکرم ناصر احمد خالد صاحب لاہور سے لکھتے ہیں:

روزنامہ "اخبار الفضل" مورخہ ۶، مارچ میں مکرم مولانا بشیر احمد رفیق صاحب سابق امام بیت الفضل لندن کا ترکِ سگریٹ نوشی کے بارے میں مضمون میں نے دلچسپی سے پڑھا ہے۔ آپ یہ سن کر حیران ہوں گے کہ میں مسلسل آٹھ سال تک ریگولر سموک کر رہا ہوں۔ سستا زمانہ تھا۔ تنخواہ معقول تھی۔ اور ابھی گھریلو ذمہ داریوں سے بھی آزاد تھا۔ میں "تھری کاسل" اور پلیرز نمبر ۳، (PLAYERS No:3) کے مہنگے سگریٹ پیتا تھا "تھری کاسل" مجھے اس لئے پسند تھا۔ کہ اس کی ڈبیا کی پشت کے پیچھے تھیکرے کا ایک قول تحریر تھا کہ "دنیا میں ورجینیا تمباکو سے بہتر کوئی تمباکو نہیں ہے" اور پلیرز نمبر ۳، اس لئے پسند تھا۔ کہ اس کی سفید پیکنگ مجھے بہت پسند تھی۔

۱۹۶۶ء میں میری شادی ہو گئی۔ ۱۹۶۷ء میں ہمارے ہاں پہلا بیٹا خالد اکبر پیدا ہوا۔ اور اگلے سال، دوسرے بیٹے خالد اظہر کی بھی تشریف آوری ہو گئی۔ ایک دن میں ربوہ کے کھیتوں میں سیر کر رہا تھا۔ اپنی فیملی کے ساتھ۔ تو مجھے خیال آیا۔ کہ اب اخراجات میں دن بدن اضافہ ہو رہا ہے۔ اور میرے بچوں کو دودھ پھل وغیرہ کی زیادہ ضرورت ہے۔ اور میں اپنی تنخواہ کا قریباً ۲۰٪ ان مہنگے سگریٹوں پر خرچ رہا ہوں۔ دوسرا خیال یہ آیا۔ کہ کل اگر خدانخواستہ میرے بچے میری دیکھا دیکھی سگریٹ نوشی شروع کر دیں۔ تو ان کو کس طرح منع کروں گا۔ اور میں اپنی نظر میں اپنے آپ کو مجرم سمجھنے لگا۔

سروس تو میری لاہور میں تھی۔ مگر جب والدین سے ملنے ربوہ جاتا۔ تو نہ گھر میں سگریٹ پی سکتا تھا۔ اور نہ باہر سڑکوں پر۔ چنانچہ "خالد منزل" سے گول بازار جا کر ایک "کھوکھے" میں سگریٹ پی لیتا۔ اب میں سنجیدگی سے اس بد عادت کو چھوڑنے کے بارے میں سوچتا تھا۔ اتفاق سے ایک شام مغرب کے بعد بیت المبارک میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے خدام سے خطاب فرمایا۔ تقریر زیادہ تر تربیتی امور پر مشتمل تھی۔ اور یورپ۔ امریکہ کی نام نہاد ترقی اور وہاں کی سوسائٹی کے بد اثرات کے متعلق تھی۔ حضرت چوہدری صاحب نے ایک واقعہ بیان فرمایا۔ کہ ایک شام وہ اپنی ربوہ کوٹھی سے سیر کے لئے باہر نکلے تو دیکھا کہ سامنے سے کالج کا ایک نوجوان طالب علم سگریٹ پیتا ہوا آ رہا ہے۔ چوہدری صاحب کو دیکھتے ہی اس نے ادب اور شرم کی وجہ سے سگریٹ کو اپنے پیچھے چھپا لیا۔ فرمایا کہ اگر تم واقعی یہ سمجھتے ہو۔ کہ یہ بری عادت ہے۔ تو اس کو ترک کیوں نہیں کر دیتے؟ نوجوان نے جواباً کہا کہ میں نے تو بہت کوشش کی ہے۔ مگر کامیاب نہیں ہو سکا۔ آپ کوئی ترکیب بتائیں۔ چوہدری صاحب نے کہا کہ طریق تو میں بتا دیتا ہوں۔ مگر پہلے عمل کرنے کا وعدہ کرو۔ اس کے وعدہ کرنے پر اسے کہا کہ اس سگریٹ کو زمین پر پھینک کر مسل دو۔ اور بلند آواز سے کہو کہ "مائی لاسٹ سگریٹ" یعنی میرا آخری سگریٹ۔

چوہدری صاحب کی یہ بات میرے ذہن میں میخ کی طرح گڑ گئی۔ ۱۹۶۸ء دسمبر کی آخری رات لاہور کے ایک مشہور ہوٹل میں اپنے دوستوں کے ساتھ نئے سال کی تقریب میں شامل تھا۔ رات کے عین بارہ بجے جب کہ نئے سال کا پہلا دن شروع ہو چکا تھا۔ میں نے چوہدری صاحب کے نسخہ کے مطابق "میرا آخری سگریٹ" کہہ کر ایش ٹرے میں پھینک دیا۔ اور شاید آپ یہ سن کر حیران ہوں۔ کہ وہ واقعی میرا آخری سگریٹ تھا۔ جس طرح کہ مکرم رفیق صاحب نے اپنے مضمون میں بتایا ہے۔ کہ شروع میں کس طرح ان کو بہت تکلیف محسوس ہوئی۔ مگر رفتہ رفتہ انہوں نے اپنی قوت ارادی کے بل بوتے پر اس بری عادت پر قابو پا لیا۔ یہی میرے ساتھ ہوا۔ آج اس واقعہ کو ۲۲، سال گذر چکے ہیں۔ میں اپنے تمام بھائیوں کو جو اس قبیح عادت میں مبتلا رہیں۔ اپنے آزمودہ "نسخہ" کو آزمانے کی دعوت دینے کی آپ سے رخصت چاہتا ہوں۔ جب بھی مجھے دسمبر کی وہ سرد رات یاد آتی ہے تو میرے دل سے بے اختیار اپنے محسن اور مربی حضرت چوہدری صاحب کے لئے دعائیں نکلتی ہیں۔

مکرم ڈاکٹر بشیر احمد صاحب امریکہ سے لکھتے ہیں:

سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ایک مخلص اور محسن خادم چوہدری شاہ نواز صاحب کی وفات کی خبر سے بڑا افسوس ہوا۔ مجھے یاد نہیں کہ میری کبھی ان سے ملاقات ہوئی ہو۔ ان کی کمپنی "شاہ نواز لمیٹڈ" کے ایک ناظم کا مجھ پر ایک بڑا احسان ہے جو میں کبھی فراموش نہیں کر سکتا۔

۱۹۴۷ء میں قادیان سے مہاجر ہو کر ہم لوگ "رتن باغ" (جہاں حضرت فضل عمر مقیم تھے) کے قریب کی ایک عمارت میں رہائش پذیر تھے۔ خدا تعالیٰ کا احسان ہے کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے لنگر سے دو وقت کا کھانا مل جاتا تھا۔ بندہ نے میڈیکل کالج لاہور میں داخلہ کے لئے درخواست دی، انٹرویو ہوا اور منتخب ہو گیا۔

میرے والد صاحب تحصیل شکر گڑھ میں اپنے آبائی گاؤں میں چند دنوں کے لئے گئے۔ مجھے وہ ایک سو روپیہ دے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے والد صاحب کا اکاؤنٹ انجمن احمدیہ کے خزانہ میں تھا۔

کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں داخلہ کے لئے دو صد چھتر روپے ایک مقررہ تاریخ کو ادا کرنے تھے۔ آخر وہ دن آیا جس دن داخلہ کی پوری رقم ادا کرنی تھی۔ بدقسمتی سے میرے والد صاحب ندیوں میں طغیانی کے باعث لاہور نہ پہنچ سکے۔ بندہ کے پاس صرف ایک سو روپیہ تھا۔ اگر اس روز پوری فیس (دو صد چھتر روپے) جمع نہ کرواتا تو داخلہ سے محروم رہتا۔ اب لاہور جیسے شہر میں ایک نو وارد خستہ حال مہاجر ایک سو چھتر روپے کہاں سے لائے۔

لاچار بندہ نے سوچا کہ کیوں نہ پرنسپل کرنل الٰہی بخش سے ملوں، اور ان سے درخواست کروں کہ وہ مجھ سے سردست سو روپیہ لے کر میڈیکل کالج میں داخلہ دے دیں۔ اور باقی ماندہ (ایک سو چھتر روپے) والد صاحب کے لاہور آنے پر ادا کر دوں گا۔

بندہ بڑی مشکل سے چپراسی کے روکنے کے باوجود پرنسپل کرنل الٰہی بخش صاحب کے دفتر میں گھس گیا۔ بندہ نے کرنل صاحب کو پوری داستان سنائی اور التجا کی کہ وہ سردست سو روپیہ لیکر مجھے میڈیکل کالج میں داخلہ دے دیں، بقیہ رقم والد صاحب کے آنے پر ادا کر دوں گا۔ کرنل صاحب نے مجھ پر گہری نظر دوڑائی اور کہا "مجھے یقین ہے کہ تم میرے لئے دردسر بنو گے۔ لہٰذا میں تمہاری درخواست قبول نہیں کرتا۔

پرنسپل صاحب سے ملنے کے بعد بندہ بڑا مایوس ہوا۔ اس پریشانی کے عالم میں ایک خیال آیا کہ کیوں نہ اپنے احمدی ڈاکٹر۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ صاحب جو ان دنوں میو ہسپتال میں انستھیالوجسٹ تھے سے ملوں (ان سے میں تقسیم ہند سے قبل امرتسر میں متعارف تھا۔)

بندہ ان کو ملنے کے لئے آپریشن تھیٹر میو ہسپتال میں گیا۔ اتفاقاً ڈاکٹر صاحب آپریشن تھیٹر سے باہر نکل رہے تھے۔ ان سے میں نے اپنا مدعا عرض کیا۔ اس وقت دوپہر کے ڈیڑھ بجے تھے۔ انہوں نے مجھے کہا چلو ہم ظہر کی نماز رتن باغ میں پڑھتے ہیں۔ اس کے بعد میں تمہیں ایک جگہ لے جاؤں گا۔ نماز سے فارغ ہو کر ڈاکٹر صاحب مجھے شاہ نواز کمپنی کے دفتر میں لے گئے وہاں منیجر (جن کا نام شاید ثناء اللہ تھا) سے مخاطب ہو کر میرا تعارف کروایا۔ اور کہا کہ ان کو میڈیکل کالج میں داخلہ مل گیا ہے اور انہیں داخلہ کے لئے ایک سو چھتر روپے کی ضرورت ہے۔ انہوں نے فوراً گھنٹی بجا کر کیشیئر کو طلب کیا۔ اور انہیں مجھے ایک سو چھتر روپے دینے کو کہا۔ بندہ نے منیجر کو کہا کہ والد صاحب کے لاہور آنے پر یہ رقم آپکی اولین فرصت میں ادا کر دوں گا۔

بندہ رقم لے کر بھاگا بھاگا میڈیکل کالج کے دفتر میں آیا۔ اور کلرک صاحب کو فیس لینے کے لئے کہا۔ انہوں نے گھڑی کی طرف دیکھا اور کہا کہ چار بج کر پانچ منٹ ہو گئے ہیں۔ میں نے منت سماجت کی اور انہوں نے میری فیس وصول کی اور مجھے محض اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے میڈیکل کالج میں داخلہ مل گیا۔

ذیابیطس کے مریض

○ مندرجہ ذیل اشیاء شوق سے لے سکتے ہیں۔

بھنڈی۔ پھول گوبھی۔ بند گوبھی۔ کدو۔ ٹینڈے۔ توری۔ سلاد۔ ککڑی۔ کھیرا۔ فالسہ۔ لیموں۔ جامن۔ پیاز (سبز یا سوکھی) چکوترہ۔ ٹماٹر۔ کریلا۔ کم غذائیت والے سوفٹ ڈرنکس چائے۔ کافی وغیرہ۔ دودھ (چکنائی کے بغیر) ایک کپ۔ ایک عدد سیب یا کینو یا مالٹا یا دو عدد امرود یا ۴ چھٹانک خربوزہ۔ یا دس عدد لوکاٹ یا ایک عدد آڑو یا ناشپاتی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فضل اللہ طارق مربی سلسلہ

شجر کاری

موسم بہار کی آمد آمد ہے ۔ یہی وہ موسم ہے جسمیں سو کھے ہوئے درخت جنکے پتے تک جھڑ چکے ہوتے ہیں ۔ وہ خدا کی قدرت سے دوبارہ ہرے بھرے ہو جاتے ہیں اور درخت اپنا قدرتی لباس پہن کر ہمارے گھروں گلی کوچوں، محلوں، شہروں، کھیتوں اور جنگلوں کو نئی خوبصورتی دیتے ہیں ۔ اور یہی موسم ہے جسمیں ہم نئے درخت لگا کر اپنے آپ کو اور ملک و قوم کو فائدہ پہنچا سکتے ہیں ۔ شجر کاری کی اہمیت کا اندازہ اس حدیث شریف سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے ۔ کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ :

"اگر قیامت ہو جائے اور تم میں سے کسی ہاتھ میں پودا ہو اور اُس کے لئے ممکن ہو کہ کھڑا ہونے سے پہلے اُسے زمین میں لگا دے تو چاہیئے کہ وہ اُس پودے کو ضرور زمین میں لگا دے ۔۔۔۔۔۔ (کنز العمال)

شجر کاری کی اہمیت اور فرضیت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس فرمان سے خوب ظاہر و باہر ہے ۔ آپ کے فرمان سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ اگر کوئی شخص پودا لگا رہا ہو اور اُس پر اگر قیامت یا اُس جیسی سخت مصیبت آ جائے اور اُسے چند لمحوں کی مہلت ہو تو بھی اُسے اُن لمحوں میں اُسی پودے کو ضرور لگا دینا چاہیئے ۔

درختوں کے اتنے فوائد ہیں کہ شاید ہزاروں صفحے بھی اُن کو بیان کرنے کے لئے کم پڑیں چونکہ زیرِ نظر مضمون کا تعلق درختوں کے فوائد سے نہیں بلکہ پودوں کے لگانے کے متعلق چند ضروری معلومات تحریر کرنا ہے ۔ لیکن ایک فائدہ بیان کئے بغیر کوئی چارہ نہیں اس لئے خاکسار وہ فائدہ بیان کر کے اصل مضمون کی طرف لوٹتا ہے ۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خدا تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر مبعوث فرمایا ۔ اس لئے آپؐ کی رحمت سے کوئی چیز باہر نہیں رہی خواہ انسان ہوں ۔ جانور ہوں یا درخت ہر چیز کے حقوق کا آپؐ نے خیال رکھا ۔ اور دوسروں کو بھی آپ نے ہر چیز کے حقوق ادا کرنے کی تلقین فرمائی ۔ آپ نے درختوں کے حقوق یعنی درخت لگانے کی ترغیب دینے کے لئے شجر کاری کو بھی باعث ثواب قرار دیا چنانچہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ

"رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو مسلمان درخت بوتا ہے یا کھیتی اگاتا ہے اور اُس سے پرندے ۔ انسان اور جانور اپنی خوراک حاصل کرتے ہیں تو یہ عمل اسکے حق میں صدقہ بنتا ہے ۔ یعنی اجر و ثواب کا باعث بنتا ہے "

شجر کاری کے متعلق چند ضروری معلومات

یہ دور علم کا دور ہے ۔ انسان نے ہر میدان میں علمی لحاظ سے خاصی ترقی کی ہے اور شجر کاری نے بھی ایک علم کی حیثیت اختیار کر لی ہے ۔ اور ہمارے ملک میں ایگریکلچرل یونیورسٹیاں قائم ہیں اگر ہر آدمی شجر کاری کے متعلق ابتدائی معلومات حاصل نہ کرے گا تو پھر اُسکے لگائے ہوئے پودوں کے ضائع ہونے کا احتمال بہت زیادہ ہوگا ۔ اور عام آدمیوں کو شجر کاری کے متعلق ابتدائی معلومات نہ ہونے کی وجہ سے یہ بات سامنے آرہی ہے کہ تقریباً قیام پاکستان سے ہی ہمارے ملک میں درخت لگانے کی مہم جاری ہے ۔ اور ہر سال لاکھوں ۔ کروڑوں پودے برائے شجر کاری تقسیم کئے جاتے ہیں مگر پھر بھی پاکستان میں درختوں کی تعداد بڑھنے کی بجائے کم ہوتی چلی جارہی ہے ۔ لہذا درختوں پودوں سے بھرپور فائدہ اٹھانے کے لئے درج ذیل چند باتوں کا خاص خیال رکھنا چاہیئے ۔

۱:۔ **جگہ** :۔ جس جگہ پودا لگانا مقصود ہو اُسجگہ کو پودا لگانے سے پہلے خوب اچھی طرح تیار کر لینا چاہیئے ۔ اگر ممکن ہو تو پودا لگانے سے قبل یعنی ایک دو روز پہلے ہی اس جگہ گڑھا کھود لینا چاہیئے ۔ گڑھے میں اچھی مٹی اور دیسی کھاد وغیرہ ڈال دینی چاہیئے ۔ گڑھے کا سائز پودوں کی جڑوں کے مطابق ہونا چاہیئے تاکہ پودے کی جڑیں آسانی سے گڑھے میں سما سکیں ۔ پودا لگا کر گڑھے کو اچھی طرح مٹی سے اور دیسی کھاد (گلے سڑے پتے گوبر وغیرہ) کے ساتھ پُر کرنا چاہیئے ۔

۲:۔ **درخت کا چناؤ** :۔ کیونکہ ہر درخت ہر علاقے میں نہیں ہو سکتا اسلئے درخت لگانے سے پہلے اپنے علاقے کے موسم اور آب و ہوا کو مدِ نظر رکھنا چاہیئے کہ آیا یہ درخت اس علاقہ کے موسم کے موافق ہے یا نہیں ۔ موسم کے علاوہ مٹی کی موافقت بھی ضروری ہے ۔ پودے لگاتے ہوئے ایسے پودوں کا انتخاب کرنا چاہیئے ۔ جو تر و تازہ اور صحت مند ہوں ۔ اور زیادہ پھل دینے والے ہوں یا لکڑی حاصل کرنے کے لئے درخت لگانے ہوں ۔ پھر ایسے درختوں کا انتخاب کرنا چاہیئے ۔ جو جلدی بڑھتے ہوں ۔

آب و ہوا :۔ پاکستان کو آب و ہوا کے لحاظ سے مختلف علاقوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے اسلئے مختلف علاقوں کے لئے درختوں کی مناسب قسمیں تحریر کی جاتی ہیں ۔

(i) شمالی پہاڑی علاقے :۔ کوہ مری ۔ ایبٹ آباد ہری پور وغیرہ کے علاقہ پر مشتمل ہیں ۔ اس علاقے میں ایلنتھس ۔ اخروٹ ۔ چیڑ ۔ دیودار ۔ سفیدہ (یوکلپٹس) ۔ سفیدہ (پاپولر) ۔ سرو ۔ کیل ۔ روبینا (جنگلی کیکر) ۔ صنوبر اور سیب کے درخت مفید ہیں ۔

(ii) پہاڑ کے دامن کے علاقے : اس میں جہلم راولپنڈی ۔ گجرات شامل ہیں ۔ یہاں ایلنتھس ۔ املوک ۔ ریٹھا ۔ بہیڑہ ۔ بکائن ۔ درادا ۔ کچنار سفیدہ (پاپلر) ۔ روبینا (سپیشل) شیشم ۔ تُن اور بید کے درخت فائدہ مند ہیں ۔

(iii) مغربی پہاڑی علاقے :۔ ڈیرہ اسماعیل خان ڈیرہ غازی خاں ۔ کوئٹہ قلات کے علاقے شامل ہیں ۔ اس علاقہ میں جلی ۔ صنوبر ۔ ایلش ۔ ایلبگسٹس منزری ۔ شہتوت ۔ سفیدہ (پاپلر) اور بید موزوں ہیں ۔

(iv) وادی سندھ کے شمالی میدان :۔ اس میں سرگودھا ۔ لاہور ۔ ملتان ۔ بہاولپور ۔ خیرپور کے آبپاشی کے علاقے شامل ہیں ۔ املتاس کچنار ۔ اندر کنی ۔ آملہ ۔ ارجن ۔ اریٹھا ۔ بکائن ۔ بیر ۔ ڈھاک ۔ سفیدہ (یوکلپٹس اور پاپلر) ایل ایل (لے اور لے امرز) ۔ جامن ۔ کیلا ۔ کاغذی شہتوت پھلاہی ۔ پیپل ۔ شیشم ۔ سرس ۔ سوہانجنا ۔ توت اور سنبل کے درخت فائدہ مند ہیں ۔

(v) وادی سندھ کے جنوبی میدان :۔ اس میں حیدرآباد ۔ کراچی ڈویژن شامل ہے ۔ اس علاقہ میں آم ۔ املتاس ۔ آملہ ۔ اریٹھا ۔ کیکر ۔ بکائن بھان ۔ سفیدہ ۔ املی ۔ ایل ایل ۔ جامن ۔ جنتر ۔ کچنار نیم ۔ پاکر ۔ سنبل ۔ سرس ۔ شیشم ۔ سوہانجنا توت اور بید کے درخت خوب پھلتے پھولتے ہیں

(vi) ریگستانی علاقے ۔ چولستان اور تھل کا علاقہ اس علاقے میں یادری ۔ بیر ۔ گھمبٹ ۔ ریٹرو کے درخت لگانے چاہئیں ۔

(vii) شورے والے علاقے :۔ ایسی جگہوں پر کیکر ۔ بھان ۔ فراش سفیدہ اور نیم کے درخت مناسب ہیں ۔

(viii) سیم والے علاقے :۔ ان جگہوں پر ۔ اندر کنی ارجن ۔ بکائن ۔ جامن ۔ بید سفیدہ (یوکلپٹس) اور نیم کے درخت لگانے چاہئیں ۔

۴:۔ **درخت لگانے کا طریقہ** :۔ پودے زمین میں مختلف طریق سے لگائے جاتے ہیں ۔ گاچی سمیت یا گاچی کے بغیر گڑھوں میں لگائے جاسکتے ہیں ۔ اگر پودے چھوٹے ہوں تو کھونٹے سے زمین میں سوراخ کر کے یا کھرپے سے زمین کھود کر لگانے چاہئیں ۔ پودے لگاتے ہوئے اس بات کا خاص خیال رکھنا چاہیئے کہ "کالر" (جہاں جڑھ اور تنا ملتے ہیں) نہ ہی زمین سے باہر ہو اور نہ زمین کے اندر بلکہ "کالر" زمین کی سطح کے برابر ہو ۔

۵:۔ **درخت لگانے کا موسم** :۔ درخت لگانے کا موسم درخت کی بڑھوتری پر بڑی حد تک اثر انداز ہوتا ہے ۔ ہر علاقے کے آتار چڑھاؤ سے پتہ چل سکتا ہے کہ کون سا موسم پودا لگانے کے لئے بہتر ہے ۔ ہمارے ملک میں موسم بہار میں فروری کا مہینہ پودے لگانے کے لئے نہایت مناسب ہے ۔ تاہم مارچ اپریل آخر تک پودے لگانے میں کوئی حرج نہیں ۔ درخت لگانے کی دوسری مہم برسات کے ساتھ شروع ہوتی ہے ۔ درخت گرم خشک دنوں میں یا جب زور کے جھکڑ چل رہے ہوں تو ہرگز نہ لگائیں ۔

۶:۔ **درختوں کی نگہداشت** :۔ پودے لگا دینا ہی کافی نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ درخت لگانے کے بعد ان کی دیکھ بھال اور نگہداشت بہت ضروری ہے اسلئے پودا لگانے کے بعد درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے ۔

(i) پودا لگانے کے بعد گڑھے کی مٹی کو اچھی طرح دبا دینا چاہیئے ۔

(ii) تازہ لگے ہوئے پودوں کے گر جانے کا احتمال ہوتا ہے ۔ اسلئے پودوں کو کھڑا رکھنے کے لئے کسی نہ کسی سہارے سے باندھ دینا چاہیئے تاکہ پودے کا تنا خم نہ کھائے ۔

(iii) پودا لگانے کے بعد ہی پودے کو پانی دینا چاہیئے ۔ شروع میں خاص کر پانی دینے میں احتیاط برتنی چاہیئے کوشش کریں کہ پہلا پانی آرام سے بہہ کر پودے کی جڑوں میں جائے پودوں کو پانی دینے میں باقاعدگی اختیار کرنی چاہیئے ۔

(iv) پودوں کے بڑھنے اور پھیلنے کے لئے ان کی برابر دیکھ بھال کرنی چاہیئے اور گھاس پھوس کی صفائی ۔ گوڈی اور کھاد وغیرہ ڈالتے رہنا چاہیئے

(v) پودوں کو جانور وغیرہ نقصان پہنچا دیتے ہیں ۔ اسلئے ان کی حفاظت کا بھی خاطر خواہ انتظام کرنا چاہیئے ۔

آخر پر حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث (اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے) کے ایک خطاب سے چند اقتباسات پیش خدمت ہیں ۔ آپ نے فرمایا :

" پس انسان کو ہمیشہ درخت کی ضرورت رہی ہے ۔ اور رہے گی ابھی چند ہفتے ہوئے کسی بین الاقوامی تنظیم کیطرف سے یہ اعلان ہوا تھا ۔ کہ ساری دنیا میں درختوں کی کمی ہو رہی ہے اور اگر انسان نے اس طرف توجہ نہ کی تو ہو سکتا ہے کہ کچھ عرصہ بعد ساری دنیا میں درختوں کی کمی ہو جائے اور انسان کو تکلیف اٹھانی پڑے ۔ لیکن احمدیوں کو اُس طرح درخت نہیں لگانے چاہئیں جس طرح پچھلے ۲۷ سال سے پاکستان میں درخت لگ

باقی ص ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

شیخ محمود احمد - لاہور

مکرم محمد اسمٰعیل صاحب

جنہوں نے ربع صدی قبل وفات پائی

حضرت امام جماعت احمدیہ، اللہ تعالیٰ ان کی نصرت فرمائے، ان دنوں نماز کی برکات و فیوض کے بارے میں ارشادات فرما رہے ہیں۔ چنانچہ بعض وفات یافتہ بزرگوں کی باتیں یاد آنے لگ گئیں کہ وہ نماز سے کتنی والہیت رکھتے تھے اور ان کی نمازوں کے فیوض ثمرات معاشرہ کے لئے کس قدر نفع رساں بنتے رہے۔

ایسے بزرگوں میں ایک۔ محمد اسمٰعیل بھی تھے۔ محکمہ ریلوے میں بطور سٹیشن ماسٹر ملازم تھے۔ کوٹ کپورہ بھارت میں ایک ایسا جنکشن سٹیشن ہے جہاں بڑی اور چھوٹی لائینوں کا اتصال ہے۔ غلہ منڈی بھی ہے اس سٹیشن پر غلہ کی بوریاں ایک سے دوسری مال گاڑی پر لادنے کے لئے آتاری جاتی تھیں۔ اسی طرح دوسرے مال کو اتارنا اور لادنا ہوتا تھا۔ چنانچہ عملہ کو موقع ملتا تھا کہ چوری کرے۔ پس ملی بھگت سے مال بہت خورد برد ہوتا تھا۔ جس کا ریلوے کو تاوان ادا کرنا اور سینکڑوں روپے کا نقصان برداشت کرنا پڑتا تھا۔ اسمٰعیل صاحب جب اسٹیشن پر متعین ہوئے تو انہوں نے ہر قسم کی چوری چکاری کا سدِ باب کیا اور ایسے ہی بنیا لالے جو بغیر ٹکٹ سفر کرتے تھے۔ ان کی بھی راہ روکی۔

نماز نے کیا دیا

ا:۔ اسمٰعیل صاحب نماز سے والہیت رکھنے والے وجود تھے۔ ایک مرتبہ ایسے ہوا کہ سٹیشن کی سالانہ انسپیکشن کے سلسلے میں انگریز آفیسر وارد ہوا۔ اس وقت اسمٰعیل صاحب نماز پڑھ رہے تھے۔ نماز سے فارغ ہوئے تو وہ انگریز آفیسر جسکو اپنی حکومت کی ہر دم خیر خواہی مطلوب تھی اور دل میں کڑھ رہا تھا۔ یوں بولا اور پوچھا کہ ـــ تمہاری نماز کا ریلوے کو کیا فائدہ ہے ـــ اسمٰعیل صاحب ریکارڈ اٹھا لائے اور اس کو معائنہ کرایا کہ ریلوے کو ملی بھگت سے چرائے جانے والے مال کا سینکڑوں روپے تاوان ادا کرنا اور نقصان برداشت کرنا پڑتا رہا ہے۔ لیکن میں جب سے اسٹیشن پر متعین ہوں۔ کوئی چوری نہیں ہوئی اور ریلوے کو کچھ تاوان نہیں دینا پڑا سوائے بتیس روپے کے کہ وہ بھی زیر حساب ہیں اور پتہ چل جائے گا۔ چنانچہ ـــ میری نمازوں کا ریلوے کو یہ فائدہ ہے۔ ـــ نیز کہا، بنیا ہندو بلا ٹکٹ سفر کیا کرتا تھا۔ اس سے بھی ریلوے کو سینکڑوں روپے کا نقصان ہوتا تھا۔ بلا ٹکٹ سفر کرنے والوں کا راستہ بھی میں نے روکا ہے۔ وہ انگریز افیسر جو اپنی حاکمانہ شوکت رکھتا تھا۔ بہت متاثر ہوا ـــ نماز نے ریلوے کو مالی فائدہ عطا کیا۔

۲:۔ محترم اسمٰعیل صاحب کی ایک لڑکی کا بیان ہے کہ انگریزوں کی حکومت کا زمانہ تھا اور پہلی جنگِ عظیم جو ۱۹۱۴ء کی جنگ کہلاتی ہے شروع ہو چکی تھی۔ اسوقت حاجی صاحب محکمہ ریلوے میں ملازم تھے۔ محکمہ نے ان کو ممباسہ (افریقہ) بھجوا دیا۔ لیکن جلد ہی ریلوے ملازمین کو بحری جنگی جہاز کے ذریعے محاذِ جنگ سے واپس بھجوا دیا گیا۔ اس جہاز میں چودہ سو افراد سوار تھے۔ جہاز اپنی منزل کی طرف رواں تھا۔ رات کا وقت پچھلا پہر تھا۔ کہ جہاز بھنور میں پھنس گیا۔ خوف و ہراس پھیل گیا۔ چیخیں بلند ہوئیں۔ اسمٰعیل صاحب اس وقت نمازِ تہجد پڑھ رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ سے سلامتی کی دعا مانگی۔ خدائے کریم کے فضل سے جہاز بسلامت بھنور سے نکل آیا اور اپنی منزل کی طرف چل پڑا۔

ادھر نوشہرہ میں بابو شاہ دین صاحب بھی جو ریلوے ملازم تھے وہ بھی نمازِ تہجد ادا کر رہے تھے۔ ان کو تفہیم ہوئی کہ بابو محمد اسمٰعیل (ریلوے کے ملازمین کو بابو کہا جاتا تھا) کی دعا کے نتیجہ میں چودہ سو آدمیوں کے جہاز کو بچا لیا گیا بابو محمد اسمٰعیل کو کشف میں ان صاحب نے دیکھا بھی، داڑھی والا نوجوان ہے۔

چونکہ بابو شاہ دین صاحب، مردان والے میاں محمد یوسف صاحب اپیل نویس کے دوست تھے اور ان کے علم میں یہ بات تھی کہ محمد یوسف کا داماد محمد اسمٰعیل جنگ کے سلسلے میں باہر گیا ہوا ہے۔ اسلئے انہوں نے اپنے دوست میاں محمد یوسف صاحب کے سامنے اپنے کشف کا ذکر کیا اور کہا کہ جب اسمٰعیل واپس آئے تو اس سے میری ملاقات کرانا۔

چنانچہ جب وہ واپس آئے اور ملاقات ہوئی تو دیکھتے ہی شاہ دین صاحب نے کہا کہ ہاں یہ وہی نوجوان ہے جسکو میں نے کشف میں دیکھا تھا اور محمد اسمٰعیل صاحب نے بھی اس بات کی تصدیق کی کہ ہاں! اس تاریخ کو اس وقت ہمارا جہاز بھنور میں پھنس گیا تھا اور یہ تہجد کا وقت تھا اور میں نے خدا تعالیٰ کے حضور نماز تہجد میں دعا مانگی تھی۔ تھوڑی ہی دیر بعد جہاز بھنور سے نکل آیا اور بسلامت اپنی منزل کو پہنچا ـــ نماز کا فیض سینکڑوں انسانوں کی سلامتی کا باعث بنا۔

محمد اسمٰعیل صاحب جنہوں نے ربع صدی پہلے وفات پائی ایک متدین گھرانے کے چشم و چراغ تھے۔ نوعمری میں داڑھی رکھی۔ نماز کی پابندی کی تہجد گزار تھے۔ اسمٰعیل صاحب کا سن پیدائش ۱۸۸۸ء کے قریب تھا۔ سابق پنجاب ضلع انبالہ کی تحصیل روپڑ میں ہزار ڈیڑھ ہزار کی آبادی کے گاؤں میں آپ کے والدین رہائش پذیر تھے۔ اس گاؤں کا نام منیلا ہے۔ ان کے والد صاحب لڑکپن سے نماز اور روزہ کے پابند تھے۔ کیونکہ ان کو ایک مردِ صالح سید چراغ علی شاہ صاحب کی صحبت میسر آگئی تھی۔ اور وہ بساطی کی اشیاء فروخت کرنے کے لئے ان کے گاؤں آیا کرتے تھے اور گاؤں کے لوگوں کو دینداری کی تلقین کیا کرتے تھے۔ سید صاحب موصوف اسمٰعیل صاحب کے دادا کے گھر ٹھہرا کرتے تھے۔ جسکی وجہ سے حاجی صاحب کے بزرگ نماز گذار بن گئے۔

محترم اسمٰعیل صاحب کے آباؤ اجداد گاؤں میں زمینداری کرتے تھے۔ اُن کی زمین اپنی ملکیت تھی۔ آمدنی اتنی تھی کہ کسی ہندو ساہوکار کے مقروض ہونے سے اللہ تعالیٰ نے اسمٰعیل صاحب کے بزرگوں کو بچائے رکھا۔

لاہور میں کسی کالج میں جب زیرِ تعلیم تھے اور ہوسٹل میں رہتے تھے۔ اس دوران اسمٰعیل صاحب کو حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ (اللہ تعالیٰ کی ان پر سلامتی ہو) کا لیکچر سننے کا موقع ملا اور انہیں زیارت نصیب ہوئی۔ کچھ کتب پڑھنے کے لئے میسر آئیں اور کچھ عرصہ بعد بیعت کا خط لکھ دیا۔ تعلیم ادھوری چھوڑنی پڑی کیونکہ آپ کے بڑے بھائی جنہوں نے کفالتی ذمہ داری سنبھالی ہوئی تھی وفات پا گئے۔ اسمٰعیل صاحب ابھی تین چار برس کے تھے کہ ان کے والد فوت ہو گئے اور یتیم رہ گئے۔ بڑے بھائی نے پرورش کی تھی۔ حالات کی تبدیلی کے باعث محکمہ ریلوے میں ملازم ہو گئے۔ وہاں سے ریٹائر ہونے کے بعد ۱۹۲۹ء میں قادیان میں سکونت اختیار کی۔ قادیان کے محلہ دارالبرکات کے اسمٰعیل صاحب صدر اور امام الصلوٰۃ رہے۔ تقسیم ملک کے نتیجہ میں قادیان سے ہجرت کے بعد دھرمپورہ لاہور میں مقیم رہے اور ایک مخلصانہ زندگی گذاری محلہ کے بچوں کو قرآن شریف پڑھایا کرتے اور ہر چھوٹے بڑے کو نماز کی تلقین کیا کرتے تھے۔

صبر و استقامت

جب اسمٰعیل صاحب کی عمر تقریباً چھیاسی سال تھی اس وقت ان کا ہونہار فرزند فضل الرحمان غازی، جو ریلوے لوکو شاپ میں سینئر فورمین تھا وفات پا گیا۔ ایک بوڑھے باپ کے لئے یہ بہت بڑا صدمہ تھا۔ یہ ہی ایک ایسا لڑکا تھا جو عرف عام میں بڑھاپے کا سہارا تھا دوسرا لڑکا فضل حق تھا جو درویش قسم کا وجود تھا اور وہ خود سہارے کا محتاج تھا۔ ایسے لگتا تھا کہ اسمٰعیل صاحب یہ صدمہ برداشت نہیں کر سکیں گے۔

لیکن اللہ کریم پر بندوں کے ایمان کی بھی کیا بات ہے کوئی کلمہ جزع فزع کا ان کے منہ سے نہیں نکلا۔ نہ آنسو بہائے نہ روئے وہی پُروقار چہرہ بشرہ، وہی متانت و تسکین ایک سچا صبر دکھائی دیتا تھا۔ ایسی سچی رضاء پر اسمٰعیل صاحب نے اپنے اس لائق بیٹے کی وفات کے بعد مزید چھ سال عمر پائی۔

ا:۔ اسمٰعیل صاحب اپنی کسی تکلیف یا بیماری کا ذکر نہیں کیا کرتے تھے حتیٰ کہ بیمار ہوئے پیشاب کی حاجت کے لئے چل کر جاتا تھا۔ چارپائی پر پاؤں لٹکا کر بیٹھ گئے۔ اٹھا نہیں جا رہا تھا۔ راقم الحروف سہارا دینے کیلئے بڑھا۔ فرمایا "نہیں" کئی منٹ بیٹھے قوت مجتمع کرتے رہے اور پھر خود چل کر گئے۔

ب:۔ وفات سے سال پون سال پہلے کی بات ہے گرمیوں کا موسم تھا۔ چھت پر سو رہے تھے۔ تہجد کیلئے اٹھے اور گر پڑے۔ گرنے کی آواز سے بندہ اندر لیٹے میں جاگ اٹھا کہ اباجی گر پڑے ہیں۔ لیکن وہ جلدی سے اٹھے اور لوٹے پر ہاتھ ٹکا کر پاؤں کے بل بیٹھ گئے اور بندہ انہیں گرے پڑے نہ دیکھ سکا۔ میں نے پوچھا اباجی کیا ہوا۔ فرمایا "کچھ نہیں" یعنی وہ ٹھیک ٹھاک ہیں۔ اس طرح اخفاء سے کام لیتے تھے اور رحم اور کسی کے سہارے کے ملتجی نہیں ہوتے تھے ـــ یہ نقرہ انسان بانوے سال کی عمر پاکر وفات پا گیا۔ موصی تھے اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں مدفون ہوئے۔

آپ نے ایک پُروقار زندگی گذاری۔

دوران ملازمت ہندو، سکھ اور مسلمان ہر قسم کا عملہ ان کے ماتحت کام کرتا تھا۔ اسمٰعیل صاحب کے خصائل کا عملہ پر بہت اثر تھا۔ ایک ہندو کا لڑکا پیدا ہوا تو اس نے اسمٰعیل صاحب کو اس نومولود کا نام رکھنے کی گذارش کی۔ ہنس کر اسمٰعیل صاحب نے اسے کہا میں تو مسلمانوں والا نام رکھوں گا کیا تم قبول کر لو گے۔ اس ہندو نے کہا۔ آپ جو بھی نام رکھیں گے رام کی کرپا سے اچھا ہو گا چنانچہ اسمٰعیل صاحب نے اس بچے کا نام غالباً "جمال دین" رکھا تھا۔

اسمٰعیل صاحب مکرم کی ایک لڑکی خاکسار کی اہلیہ ہیں۔ چنانچہ عاجز کی خوش نصیبی ہے کہ اسمٰعیل صاحب کا سایۂ عاطفت مجھے عرصہ تک حاصل رہا اور آپ کے بڑھاپے کی عمر میں خدمت کی توفیق ملی۔ نیز اللہ تعالیٰ برادرم مکرم مولوی محمد احمد صاحب جلیل (حال مفتی سلسلہ عالیہ احمدیہ) کو جزائے خیر دے جنہوں نے اسمٰعیل صاحب کے صدمہ انگیز ایام میں ان کا ہر دم خیال رکھا اور مابعد کے حالات کو سنبھالا دیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ سورج مکھی کیوں کاشت کریں

سورج مکھی کی کاشت کے بارے میں اہم معلومات درج ذیل ہیں تاکہ آپ کو معلوم ہو کہ سورج مکھی کاشت کرنا کتنا نفع بخش کام ہے۔

۱۔ کاشتکاروں کے مالی استحکام کے لئے وفاقی حکومت نے اس کی امدادی قیمت ۲۲۵ روپے فی چالیس کلوگرام مقرر کی ہے

۲۔ گھی کارپوریشن کے سیڈ ڈویژن نے امریکہ اور آسٹریلیا سے مؤثر اور معیاری دوغلی اقسام کے بیج درآمد کئے ہیں جن میں سن کرائن ۶۴۳، این کے ۲۶۵، ہائی سن ۳۳ اور این کے ۲۱۲، قابل ذکر ہیں۔ اور یہ کسے معلوم نہیں کہ دوغلی اقسام کے بیج اچھی پیداوار کے ضامن ہوتے ہیں۔ اور پاکستان میں بہت ہی کم فصلوں کے لئے ایسے بیج مہیا ہیں۔

۳۔ اگرچہ سورج مکھی کی پیداواری صلاحیت ۳۵ من فی ایکڑ ہے لیکن عام حالات میں بھی فصل سے اوسط ۱۵ من فی ایکڑ بیج حاصل کیا جاسکتا ہے

۴۔ یہ فصل ۹۰ سے ۱۰۰ دن میں پک کر تیار ہوجاتی ہے

۵۔ اس فصل کو کپاس، چاول، گندم، آلو سرسوں، جئی، سویابین اور کماد جیسی فصلوں کے ردوبدل میں نہایت آسانی سے شامل کیا جاسکتا ہے۔

۶۔ بارانی علاقوں میں بھی اس کی کاشت کے وسیع تر امکانات ہیں۔

۷۔ یہ فصل پانی کی کمی اور ناموافق حالات کا بہتر طور پر مقابلہ کرسکتی ہے۔

۸۔ اس فصل پر کیڑوں اور بیماریوں کا مقابلتاً حملہ کم ہوتا ہے۔

۹۔ سورج مکھی کی فصل کی کاشت اور اس کی دیکھ بھال کے لئے حکومت کے ادارے گھی کارپوریشن آف پاکستان (جی۔ سی۔ پی) سیڈ ڈویژن کی طرف سے کاشتکاروں کی فنی رہنمائی کے لئے ملک بھر میں سٹاف تعین کیا گیا ہے۔ جو کاشتکاروں کو اس نفع بخش فصل کے سلسلے میں جدید سائنسی نقطۂ نظر پر مشتمل بنیادی نوعیت کے حامل مفت مشورے دیتا ہے

۱۰۔ اس وقت جبکہ پاکستان خوردنی تیل کی پیداوار کے سلسلے میں بحرانی کیفیت سے دوچار ہے۔ آپ سورج مکھی کی کاشت کرکے نہ صرف خود ایک تھوڑے عرصہ میں پکنے والی فصل سے نفع کما سکتے ہیں بلکہ ملک کی خدمت بھی بجالا سکتے ہیں۔

سورج مکھی کی بہتر پیداوار حاصل کرنے کے لئے ان اصولوں پر عمل کیا جائے تو خاطر خواہ پیداوار حاصل کی جاسکتی ہے۔

۱۔ عام اقسام میں سن کم ۹۰، اور سن کم ۱۱۰، جبکہ دوغلی اقسام میں ہائی ۳۳، این کے ۲۱۲، این کے ۲۲۵، سن کراس ۸۴۳، پانیئر ۶۴۸۰، اور سی ۲۰۶ کاشت کریں۔

۲۔ عام اقسام کے لئے شرح بیج چار کلوگرام فی ایکڑ اور دوغلی اقسام کے لئے ۲.۵ کلوگرام فی ایکڑ رکھیں۔

۳۔ زمین کی تیاری گہرا ہل چلا کر اچھی طرح کریں۔

۴۔ سورج مکھی کی کاشت قطاروں میں سوا دو فٹ کے فاصلے پر رکھیں۔

۵۔ عام اقسام کے لئے کھاد بحساب ۴۶ کلوگرام نائٹروجن اور ۲۵ کلوگرام فاسفورس فی ایکڑ جبکہ دوغلی اقسام کے لئے ۴۵ کلوگرام نائٹروجن، ۲۵ کلوگرام فاسفورس اور ۲۵ کلو گرام پوٹاشں فی ایکڑ استعمال کریں۔

۶۔ خزاں کی فصل کو تین سے چار مرتبہ آبپاشی کریں۔ بہاریہ فصل کو چار سے پانچ مرتبہ آبپاشی کرنا کافی ہوتا ہے۔

۷۔ کیڑے مکوڑے اور بیماریوں کے حملے کی صورت میں محکمہ زراعت کے عملے کے مشورے سے کیڑے مار ادویات استعمال کریں۔

تحریکِ جدید کی دُعائیہ فہرست

رمضان المبارک کا بابرکت مہینہ شروع ہونے والا ہے۔ وکالتِ مال اوّل کی طرف سے ہر سال ۲۹ رمضان کو حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں اُن احباب کے نام دُعا کے لئے پیش کئے جاتے ہیں جو اپنا وعدہ سو فیصد ادا فرما دیتے ہیں۔ نیز ان جماعتوں کے نام بھی دُعا کے لئے پیش کئے جاتے ہیں جن کی وصولی سو فیصدی ہوجائے۔

عہدیداران جماعت سے گذارش ہے کہ اس دُعائیہ فہرست میں جماعتی اور انفرادی شمولیت کے لئے ابھی سے کوشش شروع فرمادیں۔ (وکیل المال اوّل تحریک جدید)

ظفر وقار کاہلوں۔ سیالکوٹ

وقت بچانے کی تدابیر

وقت ایک ایسی زمین ہے جس میں بغیر محنت کے کچھ پیدا نہیں ہوتا اور جو شخص وقت کو ضائع کرتا ہے وقت ردِّ عمل کے طور پر اُسے ضائع کر دیتا ہے۔ اور یہ درحقیقت خداتعالیٰ کی طرف سے ایک امانت ہے جس کے بارہ میں خدا کے ہاں جواب طلبی ہوگی جو لوگ وقت کو احسن طور پر استعمال کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں اور اپنے وقت کو ضائع ہونے سے بچانے کی تگ و دو میں رہتے ہیں اُن پہ خداتعالیٰ کے اس قدر فضل و کرم ہوتے ہیں کہ اُن سے یہ ثمرات اپنی جھولیوں میں سنبھالے نہیں جاتے۔

یہاں پر دو سوال پیدا ہوتے ہیں اوّل یہ کہ وقت کو ضائع ہونے سے کیسے بچایا جائے دوسرے یہ کہ وقت کو کس طرح استعمال کیا جائے۔ ذیل میں ہم ان دونوں سوالوں کو زیرِ بحث لاتے ہیں۔ وقت کو ضائع ہونے سے بچانے کے لئے مندرجہ ذیل تدابیر اختیار کی جانی چاہئیں۔

۱۔ منظم و مربوط زندگی گذارنے کی کوشش کی جائے اور ہر شخص اپنے کمرہ یا جس جگہ اپنا زیادہ وقت گذارتا ہے۔ کاغذ پہ لکھ کر لٹکا دیا کرے "آج کا کام" اور اس میں چوبیس گھنٹوں کا ٹائم ٹیبل ہو اور ساتھ علیحدہ چھٹی والے دن کے یا بعض خاص پروگرام بھی لکھ دیئے جائیں اور اس کے مطابق زندگی گذاری جائے۔ اور جو زندگی کے لئے ٹارگٹ مقرر کیا جائے مثلاً سائنسدان، ڈاکٹر، انجنیئر، مربّی تاجر وغیرہ وہ جلی حروف میں لکھ دیا جائے تاکہ نگاہ پہ نگاہ پڑتی رہے اور لاشعوری طور پر بھی تیاری ہوتی رہے یا ذہن میں لکھ لیا جائے۔

۲۔ انتظار میں وقت ضائع نہ کیا جائے یہ انتظار گھنٹوں اور لمحوں سے لے کر سالوں تک کا بھی ہو سکتا ہے۔ مثال کے طور پر بعض لوگ بیرونِ ملک جانے کے انتظار میں وقت ضائع کر رہے ہوتے ہیں۔ اس عرصہ میں کم از کم پرائیویٹ طور پر پڑھائی کی جاسکتی ہے۔ ایف اے بی۔ اے اور ایم اے کے امتحان بھی بآسانی پاس کئے جاسکتے ہیں۔ اور قرآن مجید کا ترجمہ سیکھا جاسکتا ہے۔ پھر دیگر مذہبی علمی، ادبی کتابوں کا مطالعہ دماغ کو روشنی اور فرحت بہم پہنچائے گا۔ یاد رکھنا چاہئیے کہ مصروفیت بذاتِ خود ایک بہت بڑی نعمت ہے اور بیکار اور نکمّے شخص کا دماغ شیطان کی آماجگاہ ہوتا ہے۔ لہٰذا تعمیری اور مثبت کاموں میں اپنے آپ کو مصروف رکھنا بہت ہی ضروری ہے۔ یہ مصروفیت دوسروں کو دینی و دُنیوی تعلیم دینا بھی ہو سکتی ہے اور کمزوروں اور بے سہارا لوگوں کے اپنے ہاتھ سے کام کرنا

باقی صـ۸ پر

بقیہ: صـ۵ سے آگے

سہے ہیں............ پس درخت تو لگتے چلے آرہے ہیں اور شاید کروڑوں درخت لگے ہیں۔ لیکن تعجب کی بات یہ ہے کہ شروع میں ہر سال پاکستان کے درختوں کی مجموعی تعداد میں کمی واقع ہوتی رہی ہے۔ اب پچھلے دو چار سالوں میں شاید کچھ سنبھالا ہو لیکن شروع میں تو یہ حال تھا کہ ہر سال کروڑوں درخت لگنے کے باوجود پہلے سے کم درخت پاکستان میں موجود تھے۔ کیونکہ جو درخت لگائے گئے ان کو ضائع کر دیا اُن کو پالا نہیں اور جو پلے ہوئے تھے اُن کو کاٹ کر استعمال کر لیا.......

پس ایک تو میں سارے احمدیوں کو کہتا ہوں کہ جس حد تک ممکن ہو وہ درخت لگائیں اور کسی منصوبہ کے ماتحت لگائیں.... اس لئے دوست دعائیں کرتے ہوئے اگر ان کاموں کو کو بھی نیک نیتی کے ساتھ کریں گے تو اُن کو درخت بھی ملیں گے اور اسکے ساتھ خداتعالیٰ کا پیار بھی ملے گا۔"

آپ نے مزید فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے ہمیں حسنِ عمل کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ اسلئے میں احبابِ جماعت سے یہ کہتا ہوں کہ جہاں تک ممکن ہو درخت لگائیں اور پھر اُن کو پالیں میں ربوہ کی مثال لیتا ہوں ربوہ والوں کو سمجھانے کے لئے کیونکہ اسوقت براہِ راست وہی میرے مخاطب ہیں درخت لگاتے وقت دوست اس بات کو یاد رکھیں کہ ایسا نہ ہو کہ ربوہ کا ایک حصّہ درخت لگائے اور دوسرا حصہ صبح شام بکریاں لاکر اُن درختوں کو چروا دے۔ بکری کو یہ اجازت نہیں دی جا سکتی کہ انسان کو نقصان پہنچائے۔ جس آدمی نے بکری رکھنی ہے وہ اس کے چارے کا ایسا انتظام کرے کہ اجتماعی فوائد کو نقصان نہ پہنچنے پائے۔"

(الفضل ۱۱ مئی ۱۹۸۶ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فضل عمر ہسپتال میں اسامیاں

فضل عمر ہسپتال میں خدمت دین کا شوق رکھنے والے احباب مندرجہ ذیل اسامیوں کے لئے اپنی درخواستیں مع نقول سرٹیفکیٹس امیر صاحب/صدر صاحب کی تصدیق کے ساتھ مورخہ ۲۰ مارچ ۱۹۹۱ء تک بھجوا دیں۔ انٹرویو ۲۵ مارچ ۱۹۹۱ء کو ایک بجے دوپہر دفتر ایڈمنسٹریٹر میں ہوگا۔

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد	گریڈ
۱۔	ریڈیالوجسٹ	۱	۲۲۴۰ - ۱۶۸ - ۴۲۵۶ - ۵۰۰ NP.A+
			مہنگائی الاؤنس ۲۶۹
۲۔	میٹرن	۱	۲۲۴۰ - ۱۶۸ - ۴۲۵۶ + ۲۶۹ مہنگائی الاؤنس
۳۔	نرس	۱	۱۲۵۵ - ۶۵ - ۲۵۵۵
۴۔	آپریشن تھیٹر اسسٹنٹ	۱	۱۰۸۰ - ۵۰ - ۲۰۸۰
۵۔	اپرنٹس	۵	۴۰۰ روپے بالمقطع وظیفہ

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

بقیہ: صٗ سے آگے

بھی ہو سکتی ہے۔ اور کسی ادنیٰ سے ادنیٰ کام کو بھی کرنا اپنی تذلیل نہ سمجھنا چاہیئے کیونکہ یہی چیز رفعت عطا کرتی ہے۔

۳۔ منصوبہ بندی کی جائے۔ یہ منصوبہ بندی روزمرہ کے چھوٹے کاموں سے لے کر اپنی زندگی کے اہم ترین مشن کے لئے ہوسکتی ہے۔ کسی بھی کام کے لئے منصوبہ بندی کرتے وقت گول مائنڈڈ ہو کر مثبت اور منفی پہلوؤں کا بغور جائزہ لینے کے بعد اس شعبہ کے ماہرین سے مشورہ اور پھر خود دعا اور با خدا ہستیوں سے دعا کے بعد حتمی منصوبہ بندی کی جانی چاہیئے۔

۴۔ پریشانی اور مشکلات کے باوجود اپنا کام جاری رکھا جائے۔ مشکلات زندگی کا ایک حصہ ہیں جس طرح درخت خزاں میں ٹنڈ منڈ ہو جانے کے بعد بہار میں نئی خوبصورت کونپلیں نکالتے ہیں اسی طرح ایماندار آزمائشوں کے بعد خدا تعالیٰ پر ایمان و یقین میں اور ترقی کر جاتے ہیں۔ اور روحانیت کی نئی رفعتیں حاصل کر لیتے ہیں۔

۵۔ فضول وقت کبھی نہ گذارا جائے کچھ لکھنے بیٹھ جائیں تسبیح و تحمید شروع کر دیں۔ دعوت الی اللہ کے متعلق غور کریں عزیزوں اور بیماروں سے ہمدردی کے پروگرام سوچیں۔ کھیلوں کے پروگرام بنائے جائیں۔ سیر و سیاحت کے منصوبے بنائے جائیں کیونکہ یہ چیز متوازن زندگی کا ایک حصہ ہیں۔

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہم سب کے لئے اور تاقیامت ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ جن باتوں کا اوپر ذکر ہوا یہ دراصل آپ کی زندگی کی ہی ایک ہلکی سی جھلک ہے۔ لہٰذا احادیث نبویہ کا بھی بھرپور مطالعہ اور پھر ان باتوں پر عمل آدمی کو اس مقصد کے حصول میں راہنمائی فراہم کرے گا جس کے لئے اسے پیدا کیا گیا ہے۔ مولا کریم ہم میں ہر ایک کو اس مقصد کو سمجھنے اور حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خدام توجہ فرمائیں

دوسرے سہ ماہی مقابلہ مضمون نویسی کا عنوان "القائے عہد" ہے مرکز میں مضمون بھجنے کی آخری تاریخ ۱۵ اپریل ہے۔

خبریں

ملکی خبریں

○ سابق وزیر اعظم بے نظیر بھٹو صاحبہ نے کہا ہے کہ اگر پی۔ ڈی۔ اے کو ووٹ کا حق نہ ملا تو ہم سینٹ کے الیکشن کو تسلیم نہیں کریں گے۔ اپنے مطالبات منظور ہونے تک ہم قومی اسمبلی کا بائیکاٹ جاری رکھیں گے۔

○ قومی اسمبلی کے سپیکر نے اس امید کا اظہار کیا ہے کہ موجودہ اسمبلی اپنی معیاد پوری کرے گی انہوں نے کہا کہ اگر حزب اختلاف کے ارکان مستعفی ہو گئے تو معاملہ سنگین ہو جائے گا۔

○ پنجاب اسمبلی میں حزب اختلاف کے ارکان نے وزیر اعلیٰ سندھ کے مبینہ غیر جمہوری اور غیر سیاسی طرز عمل کے خلاف بطور احتجاج واک آؤٹ کیا۔

غیر ملکی خبریں

○ بھارت میں سیاسی پارٹیاں مڈٹرم انتخابات کی تیاریاں کر رہی ہیں۔ لوک سبھا نے آئندہ مالی سال کے چار ماہ کے ضمنی بجٹ کی منظوری دے دی ہے۔

○ امریکی بحریہ کی ایک انٹیلی جنس رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ پاکستان سمیت چودہ ممالک کے پاس کیمیائی ہتھیار ہیں۔ دیگر ممالک میں بھارت اسرائیل چین اور ایران شامل ہیں۔

○ عراق میں صدر صدام حسین کی مخالف فوجوں نے تین شہروں پر قبضہ کر لیا ہے۔ کردستان کے دو شہروں میں فوجی دستے باغیوں سے مل گئے ہیں۔ دریں اثناء عراقی اپوزیشن راہنماؤں کا ایک اجلاس بیروت میں منعقد ہو رہا ہے جس میں صدر صدام کو ہٹانے کی مہم کو منظم کرنے پر بات چیت ہو گی۔

○ امریکہ اور آٹھ عرب ملکوں نے سلامتی کے نئے انتظامات پر اتفاق رائے کیا ہے۔ اسرائیل نے کسی ایسے سمجھوتے کو مسترد کر دیا ہے جس میں مقبوضہ عرب علاقوں کو خالی کرنا شامل ہو۔

○ مقبوضہ کشمیر میں سوپور پر قبضہ کے لئے حریت پسندوں اور بھارتی فوج میں شدید لڑائی جاری ہے۔ متعدد افراد کے ہلاک اور زخمی ہونے کی خبریں ملی ہیں بھارتی حکومت نے مزید حفاظتی دستے وادی میں بھجوا دئیے ہیں۔

دفتر سے خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیں

ڈیفنس سوسائٹی میں پہلی بار
ماسٹر واچ کمپنی اینڈ ویڈیو فنکشن
ریکارڈنگ کیلئے تشریف لائیں
گھڑیوں کی سیل اور اعلیٰ سروس
سوئٹزرلینڈ کے سند یافتہ ماہرین
پتہ. ماسٹر واچ کمپنی برانچ ۲
5۔ سنی پلازہ مین بولیوارڈ
ڈیفنس سوسائٹی روڈ۔ لاہور

سرکن دی اپھارہ
نیز دیگر امراض حیوانات مثلاً منہ کھر، زہرباد، سوزش پستان، فالج، ٹک، تھنوں میں ناڑ وغیرہ پیدا ہونا، گل گھوٹو (خناق)، کنار وواہ، چیچک وغیرہ کیلئے کیوریٹو ادویات مندرجہ ذیل سٹاکسٹ سے کمپنی کے مقررہ نرخ پر حاصل کریں۔
(ڈرگز ڈاکٹرز فری لٹریچر و سمپلز براہ راست کمپنی سے طلب کریں۔)
لاہور: ___ پاکستان میڈیکوز۔ لوئر مال
کراچی: ___ شہزاد میڈیکل سٹور۔ بھینس کالونی روٹ نمبر 5 لانڈھی
فیصل آباد: ___ میاں شادی میڈیسن۔ گول امین پور بازار
راولپنڈی: ___ جرمن ہومیو لیبارٹریز۔ بوہڑ بازار
ملتان: ___ زکریا میڈیکل سٹور۔ بیرون لوہاری گیٹ
رحیم یار خان: ___ رحمٰن میڈیکل سٹور۔ کچی منڈی لیاقت پور رحیم یار خان
کیوریٹو میڈیسن کمپنی (ڈاکٹر راجہ ہومیو) رجسٹرڈ
لاہور
کراچی
ہیڈ آفس: ربوہ فون: ۷۷۱، ۶۰۶